رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بارے میں واجب اعتقاد کا بیان

[بيان ما يجب اعتقاده في الرسول ﷺ باللغة الأردية]

islamhouse.com

پانچواں باب

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں واجب اعتقاد کا بیان

اس باب میں درج ذیل فصلیں ہیں:

پہلی فصل : رسول اللہ ﷺ کی محبت وتعظیم کا وجوب، آپ کی تعریف میں افراط وغلو کی ممانعت اور آپ کی قدر ومنزلت کا بیان۔

دوسری فصل: آپ ﷺ کی اطاعت وپیروی کے وجوب کا بیان۔

تیسری فصل: آپ ﷺ پر درود وسلام کی مشروعیت کا بیان۔

فصل اول

رسول ﷺ کی محبت وتعظیم کا وجوب، آپ کی تعریف میں افراط وغلو کی ممانعت اور آپ کے مقام ومرتبہ کا بیان

①- آپ ﷺ کی محبت وتعظیم کا وجوب:

بندہ پر سب سے پہلے اللہ عزوجل کی محبت واجب ہے، اور یہ عبادت کی عظیم ترین قسم ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾

اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔[البقرۃ:۱۶۵].

اس لیے کہ وہی وہ رب ہے جو اپنے بندوں پر تمام ظاہری وباطنی نعمتوں کے ذریعہ فضل واحسان کرنے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد اس کے رسول محمد ﷺ کی محبت واجب ہے؛ اس لیے کہ آپ ﷺ نے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، اس کی معرفت سے ہم کنار کیا، اس کی شریعت کی تبلیغ کی اور اس کے احکامات کو بیان فرمایا۔ مسلمانوں کو دنیا وآخرت کی جو بھی بھلائی حاصل ہوئی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی بدولت حاصل ہوئی ہے، اور کوئی بھی شخص آپ کی اطاعت اور اتباع کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، حدیث میں ہے:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيْمَانِ؛ أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَايُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ)).

تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس کے اندر پائی گئیں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی: اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک ان دونوں کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، اور وہ کسی شخص سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہو، اور وہ کفر کی طرف لوٹنا اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے نجات دے دی ہے ایسا ہی

ناپسند کرتا ہو جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

رسول ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع اور اس کو لازم ہے اور رتبہ و درجہ کے اعتبار سے اس کے بعد ہے۔

آپ ﷺ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر محبوب کی محبت پر آپ ﷺ کی محبت کو مقدم رکھنے کے وجوب سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِن وَّلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ))۔

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے بال بچے، اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (متفق علیہ)

بلکہ حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ رسول ﷺ اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب ہوں، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ حَتَّىٰ أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِن نَّفْسِكَ))۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اس وقت آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا''۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مومن کے لیے رسول اللہ ﷺ کی محبت واجب اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ ہر چیز کی محبت پر مقدم ہے، کیوں کہ رسول ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع اور اس کو لازم ہے، اس لیے کہ یہ محبت اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اسی کے لیے ہے، جو مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے بڑھنے کے ساتھ بڑھتی رہتی ہے، اور اللہ کی محبت میں کمی کے ساتھ گھٹتی رہتی ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کے واسطے بھی محبت رکھتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کی تعظیم وتوقیر اور اتباع وپیروی کی جائے، آپ کے قول کو مخلوق میں سے ہر ایک کے قول پر مقدم رکھا جائے اور آپ کی سنت کی تعظیم کی جائے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انسان سے ہر قسم کی محبت اور تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کی محبت وتعظیم کے تابع ہو کر ہی جائز ہے، مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم دراصل آپ کو رسول بنا کر بھیجنے والے (اللہ عزوجل) کی محبت وتعظیم کی تکمیل ہے، اس لیے کہ آپ کی امت آپ ﷺ سے محبت اس لیے کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرتا ہے اور آپ کی تعظیم وتکریم اور عزت واحترام اس لیے کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تکریم اور عزت واحترام کرتا ہے، اس طرح آپ ﷺ سے محبت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے موجبات میں سے ہے۔

الغرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی شخصیت کو بہت زیادہ رعب ودبدبہ، ہیبت اور محبت سے نوازا تھا..اسی لیے کوئی بھی انسان کسی انسان کے نزدیک اتنا زیادہ محبوب، اور اس کے دل میں اتنا زیادہ ہیبت وجلال اور رعب ودبدبہ والا نہیں ہوا ہے جتنا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک محبوب، رعب ودبدبہ اور عظمت وجلال والے تھے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے قبولِ اسلام کے بعد کہا تھا: ”میرے نزدیک آپ ﷺ سے زیادہ مبغوض وقابل نفرت کوئی نہیں تھا۔لیکن اسلام لے آنے کے بعد میرے نزدیک آپ ﷺ سے زیادہ محبوب شخص کوئی نہیں رہا، اور نہ ہی کوئی شخص میری آنکھوں میں آپ ﷺ سے زیادہ معزز ومحترم رہا۔مزید کہتے ہیں: اگر مجھ سے آپ ﷺ کے اوصاف (حلیہ) بیان کرنے کے لیے کہا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا، اس لیے کہ آپ کی ہیبت اور عزت واحترام کی وجہ سے میں کبھی آپ کو نظر بھر کے دیکھ ہی نہ سکا“۔

نیز عروہ بن مسعود نے قریش سے کہا تھا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی قسم مجھے قیصر وکسریٰ اور دیگر شاہان ممالک کے درباروں میں جانے کا موقع ملا، لیکن میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ماننے والے اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی کرتے ہیں، اللہ کی قسم ان کی تعظیم و احترام کے باعث ان سے نظر نہیں ملاتے، جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں گرتا

ہے جسے وہ اپنے چہرہ اور سینہ پر مل لیتا ہے، جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کو لینے کے لیے آپس میں لڑ پڑتے ہیں''۔ (جلاء الافہام ۱۲۰-۱۲۱)

② - آپ ﷺ کی تعریف میں غلو اور حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت:

غلو: حد سے تجاوز کرنے اور آگے بڑھ جانے کو غلو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: **غَلَا غُلُوًّا**، جب کوئی شخص کسی کی قدر و محبت میں حد سے آگے بڑھ جائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾

اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ۔ [النساء: ۱۷۱]

اطراء: کسی کی تعریف میں حد سے آگے بڑھ جانے اور اس میں جھوٹ کی آمیزش کرنے کو اطراء کہا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے حق میں غلو کا مطلب ہے: آپ کی قدر و منزلت کے بیان میں حد سے تجاوز کرنا، بایں طور کہ آپ کو مقامِ عبودیت و رسالت سے اونچا اٹھا دینا اور کچھ الٰہی خصائص کو آپ کی طرف منسوب کرنا، جیسے اللہ کو چھوڑ کر آپ سے دعا و استغاثہ کرنا اور آپ کی قسم کھانا وغیرہ۔

اسی طرح آپ ﷺ کے حق میں اطراء (مبالغہ) سے مراد ہے: آپ کی مدح و تعریف میں مبالغہ و زیادتی کرنا۔ آپ ﷺ نے خود اس چیز سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ))

تم حد سے زیادہ میری تعریف نہ کرو، جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں حد سے گذر گئے، میں تو بس ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (متفق علیہ)

یعنی میری بیجا تعریف نہ کرو اور نہ ہی میری تعریف میں حد سے آگے بڑھو، جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا، اور ان کے حق میں الوہیت کا دعویٰ کر بیٹھے، مجھے تم انہیں صفات سے متصف کرو جس سے میرے رب نے مجھے متصف کیا ہے، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔

اسی طرح جب بعض صحابہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ: آپ ہمارے سید ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سید تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہے''۔

نیز جب انہوں نے کہا کہ: آپ ہم میں سب سے افضل اور باعتبار طاقت وقوت اور دادودہش سب سے بڑے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنی یہ باتیں بے شک کہو یا ان میں سے بعض پر ہی اکتفا کرو، لیکن دیکھو! شیطان تمہیں اپنے راستے پر بہکا نہ لے جائے۔(ابوداود)

(یعنی تمہیں جو بات متحضر ہوا سے کہو، اس میں تکلف اور سجع اختیار نہ کرو گویا تم شیطان کے وکیل بن کر اس کی زبان بول رہے ہو)

نیز کچھ لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول، اے ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے، اور ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے، تو یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

((یـا أَيُّهَـا الـنَّـاسُ قُـوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُوْنِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)).

اے لوگو! تم میرے متعلق اس طرح کی باتیں کہہ سکتے ہو لیکن دیکھو شیطان تمہیں بہکا نہ دے، میں محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے میرے اس مقام ومرتبہ سے اوپر اٹھادو جس پر اللہ عزوجل نے مجھے رکھا ہے۔(احمد، نسائی)

آپ ﷺ نے ''آپ ہمارے سردار ہیں - آپ ہم میں سب سے بہتر ہیں - آپ ہمارے افضل ہیں- آپ ہمارے سب سے بڑے ہیں''، وغیرہ جیسے الفاظ کے ذریعہ اپنی تعریف کو پسند نہیں فرمایا، جب کہ آپ علی الاطلاق تمام مخلوق میں سب سے افضل واشرف ہیں۔لیکن آپ ﷺ نے لوگوں کو محض اپنے بارے میں غلو ومبالغہ سے دور رکھنے اور توحید کی حفاظت کے لیے ایسا کہنے سے منع فرمادیا، اور انہیں اس بات کی ہدایت کی کہ وہ آپ ﷺ کو صرف دو صفتوں سے متصف کریں، جو بندہ کے لیے اعلیٰ ترین مراتب ہیں اور ان میں غلو بھی نہیں ہے اور نہ ہی عقیدہ کے لیے کوئی خطرہ ہے، وہ دو صفتیں ہیں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونا۔اور آپ ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ لوگ آپ کو اس مرتبہ سے آگے بڑھائیں جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رکھا اور آپ کے لیے پسند فرمایا ہے۔لیکن بہت سے لوگوں نے آپ ﷺ کی اس ممانعت کی مخالفت کی، اور آپ ﷺ کو پکارنے، آپ سے استغاثہ وفریاد کرنے، آپ کی قسم کھانے اور آپ سے وہ چیزیں مانگنے لگے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جاسکتی ہیں، جیسا کہ میلادوں، قصیدوں، اور نعتیہ نظموں میں کہا

جاتا ہے جس میں لوگ اللہ تعالیٰ کے حق اور رسول ﷺ کے حق میں کوئی فرق وتمیز نہیں کرتے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اپنے قصیدۂ نونیہ میں فرماتے ہیں:

لله حق لا يكون لغيره ولعبده حق هما حقان

لاتجعلوا الحقين حقا واحدا من غير تمييز ولا فرقان

اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے جو دوسرے کا نہیں ہوسکتا، اور اس کے بندہ کا ایک حق ہے، لہذا یہ دونوں الگ الگ حق ہیں، ان دونوں حقوق کو بغیر تمیز اور فرق کے ایک حق نہ بناؤ۔

③- آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ کا بیان:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی جو تعریف کی ہے وہ تعریف کرکے اور آپ ﷺ کو جس مقام ومرتبہ سے نوازا ہے اس کا تذکرہ کرکے آپ کے مقام ومنزلت کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بلند رتبہ اور عالی مقام سے نوازا ہے، آپ ﷺ اللہ کے بندہ، اس کے رسول، اس کی تمام مخلوقات میں سب سے بہتر اور علی الاطلاق سب سے افضل مخلوق ہیں۔ آپ تمام انسانوں، بلکہ تمام جن وانسان کی طرف اللہ کے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، آپ رسولوں میں سب سے افضل اور نبیوں کے خاتم ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینہ کو اپنے لیے کھول دیا ہے، اور آپ کے ذکر کو بلند فرمایا ہے، اور آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والے پر ذلت ورسوائی مسلط کردی ہے، آپ صاحبِ مقامِ محمود ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً﴾.

عنقریب آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود میں کھڑا کرے گا۔ [الاسراء:۷۹]

مقامِ محمود سے مراد وہ مقام ہے جس پر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کے لیے کھڑا کرے گا تاکہ ان کا رب انہیں اس موقف کی پریشانی وشدت سے آرام پہنچائے، یہ ایک ایسا مقام ہے جو صرف آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے، آپ کے علاوہ کسی اور نبی کو یہ مقام حاصل نہ ہوگا۔

آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اور سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں، اللہ

تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے سے منع فرمایا ہے اور ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۞ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۞ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۞ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بیشک جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے۔ جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (بالکل) بے عقل ہیں۔ اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آ جاتے تو یہی ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ غفور و رحیم ہے۔

[الحجرات:۲-۵]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان آیات کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ آداب سکھلائے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ توقیر و تعظیم اور احترام و تکریم سے پیش آئیں۔ نبی ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو آپ کی آواز سے بلند نہ کریں''۔

اور اللہ سبحانہ نے رسول ﷺ کو ان کا نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ عام لوگ پکارے جاتے ہیں، لہٰذا ''اے محمد'' نہ کہا جائے، بلکہ آپ کو نبوت و رسالت کے وصف سے پکارا جائے، یعنی ''اے اللہ کے رسول''، ''اے اللہ کے نبی''، کہہ کر پکارا جائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾

تم اللہ کے نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے۔ [النور:۶۳]

جیسا کہ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ''اے نبی، اے رسول!'' کے القاب سے مخاطب فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود وسلام (رحمت) بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی آپ پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔[الاحزاب:۵۶]

لیکن کتاب وسنت کی صحیح دلیل کے بغیر آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف کے لیے کوئی وقت یا کوئی معین کیفیت مخصوص نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا آج جو میلاد ی حضرات آپ ﷺ کی مدح وستائش کے لیے اس دن کو خاص کرتے ہیں جس کے بارے میں ان کا یہ گمان ہے کہ وہ آپ ﷺ کی پیدائش کا دن ہے، وہ ایک ناجائز اور گھناؤنی بدعت ہے۔

آپ ﷺ کی سنت کی تعظیم کرنا اور اس پر عمل کے وجوب کا اعتقاد رکھنا بھی آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم میں شامل ہے، اور یہ کہ تعظیم اور عمل کے وجوب میں قرآن کریم کے بعد آپ کی سنت دوسرے مرتبہ پر ہے، اس لیے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۞ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔[النجم:۳-۴]

لہٰذا سنت میں شک پیدا کرنا اور اس کی شان کو گھٹانا جائز نہیں، اسی طرح اس کے طرق واسانید کی تصحیح یا تضعیف کے سلسلہ میں بلا علم کے کلام کرنا، یا اس کے معانی کی تشریح بغیر علم اور احتیاط وتحفظ کے صحیح نہیں۔

اس دور میں سنت رسول ﷺ پر جاہل لوگوں کی زبان درازی کی کثرت ہوگئی ہے، خاص طور سے بعض نوجوانوں کی طرف سے جو ابھی تعلیم کے ابتدائی مراحل میں ہیں، اور بغیر علم کے صرف چند کتابیں پڑھ کر احادیث کی تصحیح وتضعیف اور حدیث کے راویوں پر جرح کرنے لگے ہیں، یہ خود ان کے لیے اور امت کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے، ان پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں۔

دوسری فصل

آپ ﷺ کی اطاعت وپیروی کے وجوب کا بیان

نبی اکرم ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کو بجالا کر اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے باز رہ کر آپ کی اطاعت وفرماں برداری کرنا ہر شخص پر واجب ہے، اور یہ آپ کے رسول ہونے کی گواہی دینے کے تقاضوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیتوں میں آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، چنانچہ کبھی تو اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾

اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرماں برداری کرو رسول (ﷺ) کی۔[النساء:٥٩]

اور اس طرح کی دیگر آیتیں بھی ہیں۔ اور کبھی انفرادی طور پر آپ کی اطاعت کا حکم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

اس رسول (ﷺ) کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی۔[النساء:٨٠]

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی فرماں برداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔[النور:٥٦].

اور کبھی اپنے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کو وعید سنائی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں مذکور ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔[النور:٦٣]

یعنی ان کے دل کسی فتنہ یعنی کفر یا نفاق یا بدعت سے دوچار نہ ہوجائیں، یا پھر دنیا ہی میں کسی دردناک عذاب جیسے قتل یا حد یا قید یا اس کے علاوہ دیگر فوری (دنیاوی) سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کو بندہ کے لیے محبت الٰہی کے حصول اور اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب بنایا ہے:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔[آل عمران:۳۱]

نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو ہدایت اور آپ کی نافرمانی کو گمراہی قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾

ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی فرماں برداری کروگے۔[النور:۵۴].

نیز فرمایا:

﴿فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کرلے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کررہے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے، بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔[القصص:۵۰]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کے اندر آپ کی امت کے لیے بہترین نمونہ موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت

کے دن کا یقین رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔[الاحزاب:۲۱]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال، افعال اور احوال میں آپ کی اقتدا کرنے کے بارے میں سب سے بنیادی دلیل ہے، اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنگِ احزاب کے دن لوگوں کو حکم دیا کہ نبی ﷺ کے صبر وثبات، دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہنے، جہاد ومجاہدہ اور رب العالمین کی طرف سے آسانی وکشادگی کا انتظار کرنے میں آپ کی پیروی کریں، آپ پر ہمیشہ تا قیامت اللہ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت وپیروی کا تذکرہ قرآن مجید کے اندر تقریباً چالیس جگہوں پر کیا ہے، لہٰذا لوگوں کو آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی معرفت اور اس کی اتباع کی ضرورت کھانے اور پانی کی ضرورت سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ اگر کھانا اور پانی نہ ملے تو انسان کی دنیا میں موت ہو جائے گی، لیکن رسول ﷺ کی اطاعت وپیروی نہ ہونے پر دردناک عذاب اور دائمی بدبختی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے تمام عبادات میں اپنی پیروی کا حکم دیا ہے، اور یہ کہ ان کی ادائیگی اسی کیفیت اور طریقہ سے کی جائے جس طرح آپ ﷺ ادا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔[الاحزاب:۲۱]

نیز نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي))

تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری)

اور فرمایا:

((خُذُوْا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ))

تم مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھ لو۔ (مسلم)

نیز فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے وہ عمل مردود ہے۔ (صحیح مسلم)

نیز فرمایا:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ))

جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ (بخاری ومسلم)

اس کے علاوہ کتاب وسنت میں اور بہت سے احکامات ہیں جن میں آپ ﷺ کی اطاعت وپیروی کا حکم دیا گیا ہے اور آپ کی مخالفت ونافرمانی سے منع کیا گیا ہے۔

تیسری فصل

رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا حکم شرعی ہے

آپ ﷺ کے حقوق جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لیے اپنی شریعت میں بیان فرمایا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ وہ آپ پر درود وسلام بھیجیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔[الاحزاب:۵۶]

امام بخاری نے ابوالعالیہ سے ذکر کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرشتوں کے نزدیک آپ کی تعریف وتوصیف بیان کرتا ہے۔ اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب دعا ہے، اور آدمیوں کے درود بھیجنے کا مطلب آپ کے لیے مغفرت ورحمت طلب کرنا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے ونبی (محمد) ﷺ کے اس مرتبہ ومنزلت کو بیان فرمایا ہے جو آپ کو ملأ اعلی (مقرب فرشتوں کی مجلس) میں اللہ کے نزدیک حاصل ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں آپ کی تعریف وتوصیف کرتا ہے، اور فرشتے بھی آپ کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی (اہل زمین) کو بھی آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے تاکہ عالم علوی اور عالم سفلی دونوں آپ کی ثنا وتعریف میں متحد ہو جائیں۔

"سَلِّمُوْا تَسْلِيْماً" کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ پر اسلامی (تحیہ) سلام بھیجو۔ لہٰذا جب کوئی آپ پر درود بھیجنا چاہے تو درود وسلام دونوں بھیجے، ان میں سے کسی ایک پر اکتفا نہ کرے، لہٰذا صرف **"صلی اللہ علیہ"** نہ کہے اور نہ ہی صرف **"علیہ السلام"** کہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا ایک ساتھ کا حکم دیا ہے۔

آپ ﷺ پر درود بھیجنا کئی جگہوں میں مشروع ہے جہاں اس کی تاکید آئی ہے: یا تو واجب ہے، یا

تاکیدی طور پر مستحب (سنتِ موکدہ) ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''**جلاء الأفهام**'' میں اکتالیس جگہوں کا تذکرہ کیا ہے جہاں آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا مسنون ہے، جس کی ابتدا اپنے اس قول سے کی ہے کہ:

''پہلی جگہ: -اور وہ سب سے اہم اور سب سے زیادہ تاکید والی جگہ ہے- نماز کے اندر آخری تشہد (قعدہ اخیرہ) ہے، اس کی مشروعیت پر تو تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، لیکن اس جگہ اس کے وجوب کے بارے میں اختلاف ہے''۔ (جلاء الافہام ص ۲۲۲-۲۲۳)

پھر آپ نے درود کی جگہوں میں سے قنوت کے آخر، خطبوں میں خطبۂ جمعہ، خطبۂ عیدین اور خطبۂ استسقاء، موذن کا جواب دینے کے بعد، دعا کے وقت، مسجد میں داخل ہوتے اور اس سے نکلتے وقت اور آپ ﷺ کا ذکر آتے وقت وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے ثمرات وفوائد کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے چالیس فائدے ذکر کئے ہیں۔ (جلاء الافہام ص ۳۰۲)

ان میں سے چند فوائد حسبِ ذیل ہیں:

۱- نبی ﷺ پر درود بھیجنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے۔

۲- ایک مرتبہ درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

۳- دعا کے شروع میں درود بھیجنے پر اس کی قبولیت کی امید بڑھ جاتی ہے۔

۴- درود بھیجنے کے ساتھ آپ ﷺ کے لیے وسیلہ کا سوال کرنا آپ کی شفاعت کا حقدار بنا دیتا ہے۔

۵- درود بھیجنا گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

۶- نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے والا اس کے جواب میں آپ ﷺ کے جوابی سلام کا مستحق بن جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہوں۔

(مترجم: عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ)*

*atazia75@gmail.com